مجلس 21

دعا کے اوقات و مقامات

دعا کی قبولیت:

ارشاد فرمایا، کچھ مقامات ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے، کچھ اوقات ہیں جن میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور کچھ اشخاص ایسے ہوتے ہیں جن کی موجودگی میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

(1) مقامات:

محدثین کرام نے لکھا ہے کہ مطاف کے اندر 17 مقامات ایسے ہیں جن پر دعا قبول ہوتی ہے، ملتزم وہ جگہ ہے جو حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ہے۔ حضور علیہ السلام اس مقام پر آ کر دعا فرماتے تھے اور اس سے لپٹ جایا کرتے تھے۔ محدثین کرام نے یہ حدیث بھی بیان فرمائی اور اپنی قبولیت دعا کا تجربہ بھی لکھا ہے۔ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ حدیث اور یہ تجربہ تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچا ہے۔ حضور علیہ السلام نے حاجیوں کے لئے ایک عجیب دعا فرمائی، یا

اللہ! تو حاجی کی بھی مغفرت فرما اور جس کے لئے حاجی مغفرت کی دعا کرے تو اس کی بھی مغفرت فرما۔

اوقات:

ارشاد فرمایا، حاجی کی پہلی نظر جو بیت اللہ شریف پر پڑے اس وقت جو بھی دعا مانگے وہ قبول ہوتی ہے۔

اشخاص:

حدیث شریف میں آتا ہے کہ جو کوئی قرآن پاک رات کے وقت میں ختم کرے تو پوری رات فرشتے اس کی مغفرت کی دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ اور اگر دن میں ختم کرے تو دن کے وقت مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ دعا دل کا عمل ہے، زبان کا عمل نہیں۔ ماں باپ کی دعائیں اثر رکھتی ہیں خواہ گنہگار ہوں اور ایسے قبول ہوتی ہیں جیسے اولیاء اللہ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ کسی بزرگ کی والدہ فوت ہوئیں تو ندا آئی جس کی دعائیں تیری حفاظت کرتی تھیں وہ ہستی اٹھ گئی ہے اب سنبھل کے رہنا۔ ایسے لوگ جو نیکی اور تقویٰ کی زندگی بسر کرتے ہیں اور اخلاص سے اللہ کو راضی رکھنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی دعاؤں کو قبول فرماتے ہیں۔ جس کا تعلق اللہ سے مضبوط ہو جائے اس کی دعا کا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے۔

دعائیں لینے کی کوشش:

ارشاد فرمایا، آج دنیا کے جس انسان سے پوچھو وہی پریشان ہے جس سے بھی بات کریں، کچھ پوچھیں ایسے لگتا ہے جیسے ساری دنیا کی پریشانیاں اسے ہی

لگ گئی ہیں۔ اللہ کی نافرمانیاں کر کے اور اس کو ناراض کر کے ہم کبھی بھی خوش نہیں رہ سکتے چاہے دنیا کے خزانوں کے مالک ہی کیوں نہ بن جائیں۔ غفلت سے دعائیں کرتے ہیں جو حلق سے اوپر اوپر نکلتی ہیں دل سے نہیں نکلتیں۔ جو نوجوان کوشش کرے بڑوں کی دعائیں لے تو کامیابی اس کے قدم چومے گی، زندگی کی گاڑی کوشش اور دعا کے ذریعہ کامیابی سے چلتی ہے۔ ہمیں دعائیں لینے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔ آج کا نوجوان اپنے باپ سے یوں نفرت کرتا ہے جیسے پاپ (گناہ) سے نفرت کی جاتی ہے۔ ماں باپ کی دعاؤں کا یقین نہیں ہے اگر ماں باپ کی دعاؤں کی قبولیت کا یقین ہو تو برا سلوک نہ کریں۔

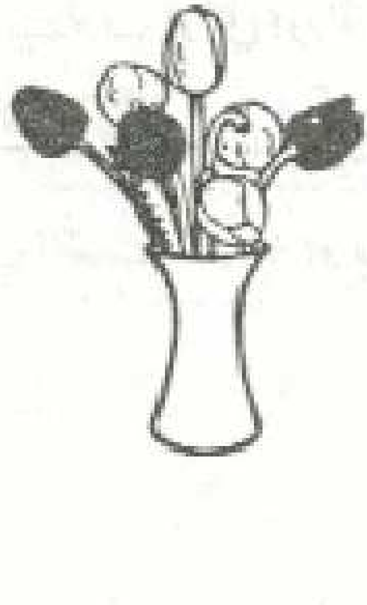

مجلس 22

معمولات کی پابندی

اللہ تعالیٰ کی عادت اور قدرت:

ارشاد فرمایا، ایک اللہ تعالیٰ کی عادت ہے اور ایک قدرت ہے۔ قدرت یہ ہے کہ آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا کر دیا۔ عمومی طریقہ یہ ہے کہ کارخانہ قدرت عادت اللہ کے مطابق چلتا ہے۔ عام زندگی میں بھی کبھی قدرت کا مظاہرہ ہوتا ہے اور اکثر عادت اللہ کے مطابق کارخانہ قدرت چلتا ہے۔ جوع البقر ایک ایسی بیماری ہے جس میں کھانا کھانے سے پیٹ نہیں بھرتا۔ عام قاعدہ یہی ہے کہ کھانے پینے سے بھوک پیاس بجھ جاتی ہے لیکن اگر اللہ تعالیٰ اثر اٹھالے تو پھر یہ چیزیں کچھ نہیں کر سکتیں۔ اللہ تعالیٰ باکمال ہے قدرتوں والا ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ہمیں اس کی شان بے نیازی سے ڈرنا چاہئے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ نبوت:

ارشاد فرمایا، مدین سے واپسی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ ہم

کلام ہوتے ہیں۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو آگ نظر آتی ہے۔ اہلیہ سے فرماتے ہیں کہ میں آگ لاتا ہوں یا کوئی اور خبر لے کر آتا ہوں اور وہاں نبوت سے سرفراز فرمائے جاتے ہیں اور ایک سبق بھی دیا گیا جو قابل توجہ ہے۔ پوچھا گیا آپ کے ہاتھ میں کیا ہے؟ کہا، یہ عصا ہے۔ اس سے بکریوں پر پتے وغیرہ جھاڑتا ہوں، عصا پھینکنے کا حکم ہوا وہ اژدھا بن گیا۔ فرمایا، ڈریں نہیں اس کو اٹھا لیں۔ یہاں سے سبق یہ دینا مقصود تھا کہ ان اشیاء میں نفع ونقصان ذاتی نہیں ہے۔ جب ہم چیزوں میں نفع ونقصان رکھ دیتے ہیں تب نفع نقصان ہوتا ہے۔

فاعل حقیقی:

ارشاد فرمایا، ہمارے سلسلے کے پہلے سبق پر جو کیفیات ہوتی ہیں اس میں یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ سالک کسی عہدے میں اشیاء میں کامیابی نہیں جانتا بلکہ حقیقی کامیابی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانتا ہے۔ پہلا سبق صحیح طور پر کر لینے سے اسباب پر نظر نہیں رہتی بلکہ مسبب الاسباب پر ہو جاتی ہے۔ ایسے شخص کو رشوت کا مال لینے میں مزہ نہیں آئے گا بلکہ فجر میں قرآن کی تلاوت سے حقیقی مزہ آئے گا۔ معمولات کی پابندی سے کیفیات کو دوام رہتا ہے اگر رابطہ شیخ سے انہیں تازہ کرواتا رہے گا تو کام جلدی بن جائے گا۔ معمولات کی پابندی کرنا اس سلسلہ کے فرائض و واجبات میں سے ہے مخلوق سے تعلقات سے یہ کیفیات سرد ہو جاتی ہیں انہیں تخلیہ کے ذریعے تازہ کرتا رہے۔

تخلیہ ضروری ہے:

ارشاد فرمایا، حضرت زکریا علیہ السلام باہر سے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آئے اور پوچھا یہ پھل کہاں سے آئے ہیں؟ حالانکہ پیغمبر جانتے ہیں کہ اللہ

تعالیٰ ایسا کر سکتے ہیں لیکن چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام نے دعوت کے کام میں وقت گزارا تھا اس لئے ان پر اسباب غالب تھے ۔ حضرت مریم علیہا السلام نے تخلیہ کی وجہ سے فرمایا، یہ پھل تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں ۔ تخلیہ میں تھیں تو یہ جواب دیا اور اس کے بعد جب تخلیہ میں نہ تھیں تو حضرت جبرائیل علیہ السلام کے بشارت دینے پر کہتی ہیں کہ مجھے اولاد کیسے ہوگی ؟ مجھے تو کسی بشر نے چھوا نہیں ہے ۔ اس لئے اپنے وقت کا کچھ حصہ تخلیہ میں گزارنا بہت ضروری ہے، اگر نہ گزارے تو لطائف ٹھنڈے ہو جاتے ہیں، کیفیات ختم ہو جاتی ہیں ۔

کیفیات کی مثال:

ارشاد فرمایا، سالک کامل وہ ہے جو اپنے معمولات پر کھانے سے بھی زیادہ پابند ہے ۔ جن کو کیفیات میسر ہیں اور جن کو نہیں ہیں ان کی مثال یوں ہے کہ جیسے کراچی جانے کے لئے کچھ لوگوں کو ریل گاڑی کے ایک ڈبے میں بند کر دیا جائے اور دوسرے ڈبے والوں کے شیشے کھول دیئے جائیں، اپنی اپنی منزل پر پہنچیں گے تو دونوں ہی لیکن باہر کے نظارے کچھ لوگ دیکھ سکیں گے اور کچھ کو نظر نہیں آئیں گے ۔

بزرگوں نے کہا طالب الکیفیات طالب المولیٰ نیست (کیفیات کا طالب مولا کا طالب نہیں ہے) ہمیشہ رضائے الٰہی اور محبت الٰہی کی دعا اور کوشش کرے کیفیات کے پیچھے نہ پڑے ۔ ہمیں عبداللطیف بننا چاہئے عبداللطف نہیں بننا چاہئے ۔

کشف بصری:

حضرت عثمانؓ نے فرمایا بعض لوگ ہماری مجلس میں اس حالت میں چلے آتے

ہیں کہ ان کی آنکھوں سے زنا ٹپک رہا ہوتا ہے، یہ کشف بصری تھا۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کے نہانے کے پانی کو دیکھا اس میں زنا کے اثرات دیکھ لئے۔ اسے بلوایا اور پوچھا تو اس نے اعتراف کیا اور پکی پکی توبہ کی۔ ارشاد فرمایا، سات قفل کے اندر بھی عبادت کرو تو اللہ تعالیٰ چہرے کے نور سے عبادت کو ظاہر کر دے گا۔ جو معمولات کی پابندی کرتا ہے اور پھر بیٹھ کر محفل میں باتیں کرتا ہے اور دکھاوا کرتا ہے تو اس کے اثرات نکل جاتے ہیں۔ اس کی خود خبر دینے کی کیا ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ تو خود ہی خبر کر دیا کرتا ہے۔

نورانی چہرے:

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت قریشی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت صدیقی رحمۃ اللہ علیہ گاڑی میں جایا کرتے تھے لوگ اسٹیشنوں پر دیکھنے لگ جایا کرتے تھے کیونکہ چہرے نورانی تھے۔ وہ تو اسٹیشن سے بھی واقف نہیں ہوا کرتے تھے۔ عبادت و معمولات کی کثرت کی وجہ سے چہرہ سے ایسے نور جھلکتا تھا کہ لوگ دور سے دیکھتے تو دیکھتے ہی رہ جاتے اور آج یہ حالت ہے کہ پوچھا جائے کہ معمولات کیسے ہیں، مراقبہ کیسا ہے کہتے ہیں کہ جی ہم سے تو دو منٹ بھی نہیں بیٹھا جاتا۔ معمولات کی کمی محبت الٰہی کی کمی کی وجہ سے ہے۔

اللہ ہمیں کافی ہے:

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں ہے۔ ارشاد فرمایا، اس آیت پر غور کریں کتنی عجیب آیت ہے۔ بے شک اللہ رب العزت کی ذات بھی ایسی ذات ہے جو کافی ہے اس کے آگے کسی وسیلے یا سہارے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اس آیت میں ہمارے لئے ترغیب ہے کہ ہم

اللہ تعالیٰ کو اپنے لئے کافی سمجھیں۔ اللہ کو ہی اپنا معبود جانیں۔ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ (اللہ مجھے کافی ہے اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں) اللہ کو ہی اپنا سب کچھ مان لیا تو دنیا کے بنائے ہوئے بت دل سے خود بخود نکل جائیں گے۔

70 رحمتوں کا نزول:

ارشاد فرمایا، جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خوش ہوتے ہیں تو 70 رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ ایک دنیا کے کاموں کے لئے کافی ہو جاتی ہے اور 69 آخرت کے لئے ہوتی ہیں۔ مفہوم حدیث ہے تم دن کے شروع میں مجھے یاد کر لیا کرو میں تمہیں سارے دن کے لئے کافی ہوں گا۔ ارشاد فرمایا، اگر غلط طریقے سے 30 ہزار بھی کما کر لے آئیں تو ضرورتیں پوری نہیں ہوتیں کیونکہ ان سے برکت اٹھالی جاتی ہے۔ ایمان دار آدمی کو تمام چیزیں اور مال و دولت بھی مل جائے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے سر تسلیم خم کر دے گا۔ وہ ان چیزوں کو لات مار دے گا مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کرے گا۔ دولت کے نشے میں اللہ کو نہیں بھولے گا۔

دل میں حرارت پیدا کرنا:

حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کے متعلق پوچھا گیا فرمایا کہ جو اجمالی معاملہ ہے وہ تفصیلی ہو جاتا ہے۔ جو ظنی ہے وہ کشفی ہو جاتا ہے۔ ذکر و مراقبہ کرنے سے تعلق و محبت کی کیفیات کھلتی ہیں۔ ذکر و مراقبہ سے حقائق اشیاء کا پتہ چل جاتا ہے۔ قلب پر ارد گرد کے ماحول اور دوسروں سے تعلقات کی گرد پڑ جاتی ہے۔ ذکر و مراقبہ کرنے سے یہ گرد صاف ہو جاتی ہے اور دل میں حرارت پیدا ہو جاتی ہے۔ سلسلے کے ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا

دل میں حرارت کیسے پیدا ہوتی ہے؟ فرمایا، ہاتھ کو ہاتھ پر ملو کیا کچھ حرارت پیدا ہوئی؟ کہا، پیدا ہوئی ہے۔ فرمایا، اگر ہم دل پر اللہ کے نام کو رگڑیں تو حرارت پیدا نہیں ہوگی۔ ضرور ہوگی۔ دل سے اللہ کا نام لے کر تو دیکھیں معمولات اور مراقبہ کی پابندی کریں تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دل میں حرارت پیدا نہ ہو۔

ذکر مراقبے کے اثرات:

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر کتنے یقین سے کہتا ہے کہ فلاں دوائی کا یہ اثر ہے اور فلاں دوائی کا یہ اثر ہے۔ اس سے کہیں زیادہ ہمیں ذکر و مراقبے کے اثرات کا یقین ہے۔ یہ بھی ہمارے لئے روحانی بیماریوں کی دوائی ہے۔ ذکر و مراقبہ صرف ہم ہی نہیں کرتے شروع سے لوگ یہ کرتے آ رہے ہیں۔ کروڑوں انسان ان معمولات سے مستفید ہو چکے ہیں۔ کتنا بڑا اسپیشلسٹ ہو اگر اس کے نسخہ کے ساتھ پرہیز نہ ہو تو اتنا بڑا نسخہ بھی فائدہ نہیں دے گا۔ اسی طرح ذکر و مراقبہ کے ساتھ ساتھ گناہوں سے پرہیز بھی ضروری ہے ورنہ نتائج حاصل نہیں ہوتے جو کہ حاصل ہونے چاہئیں۔ اس لئے گناہوں سے بچنا بہت ضروری ہے۔

پرہیز علاج سے بہتر ہے:

ارشاد فرمایا، مدت لگتی ہے کیفیات اور اتباع سنت کو حاصل کرنے میں لیکن پرہیز نہ کرنے سے یہ کیفیات جلدی ضائع ہو جاتی ہیں۔ گناہوں سے بچ بچ کے رہنا بہت ہی ضروری ہے۔ پرہیز علاج سے بہتر ہے۔ جسمانی بیماری کے لئے بھی اور روحانی بیماری کے لئے بھی یہ مثل صادق آتی ہے۔ لوگ سوال کرتے ہیں کہ کیفیات کیسے حاصل ہوتی ہیں۔ اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ رابطہ شیخ ہو، معمولات کی پابندی ہو، اتباع شریعت ہو۔ جب شیخ کے سامنے ہو تو بہت زیادہ

خدمت کرے اور جب شیخ موجود نہ ہوں تو معمولات کی پابندی کریں ۔ بعض اوقات کسی کامل ولی کی انگلی رکھنے سے قلب متحرک ہو جاتا ہے اور پابندی معمولات سے دل جاری ہو جاتا ہے مختصر یہ کہ رابطہ اور معمولات بہت ضروری ہیں۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

گٹھلی کا کلام کرنا:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ گٹھلیاں پڑھ رہے تھے ۔ایک ذرا بھدی شکل کی تھی اسے یونہی اٹھا کر رکھ دیا۔ وہ قدرت الٰہی سے ہم کلام ہوئی کہا، اگر میں بھدی ہوں تو میرا بنانے والا تو خوبصورت ہے ۔ اس سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ پر گریہ طاری ہو گیا اور اس کو چوم لیا پھر جب بھی اس پر پڑھنے لگتے اس کو چوم لیتے ۔ محبت الٰہی اور اتباع سنت سے مکروہات شرعیہ مکروہات طبعیہ بن جاتی ہیں ۔ معمولات کی پابندی سے اللہ کی ایسی محبت حاصل ہو جاتی ہے کہ دنیا کے دھندوں سے بھی کچھ فرق نہیں پڑتا اہل دل کے سینے میں تو آگ لگی ہوتی ہے ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (ایمان والے اللہ تعالیٰ سے شدید محبت رکھتے ہیں)

نسبت کا نور:

حضرت جی نے جھنگ میں ایک آدمی کو آگے سبق دے دیا۔ کہنے لگا ، پہلے اسباق کی تو کوئی کیفیات محسوس نہیں ہوتی ۔ آپ نے آگے سبق دے دیا۔ فرمایا، شیخ کوئی اندھا نہیں ہوتا، کچھ دیکھ کر ہی آگے سبق دیتا ہے ۔ آپ کو نظر نہیں آتا تو کیا شیخ کو بھی نظر نہیں آتا ۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مرید کو

سینکڑوں میل دور سے دیکھ لیا تھا فرمایا، اس کے نسبت کے نور کو میں یہاں بیٹھ
دیکھ رہا ہوں۔

قضا کے سامنے بیکار ہوتے ہیں حواس اکبر
کھلی ہوتی ہیں گو آنکھیں مگر بینا نہیں ہوتیں

ارشاد فرمایا، سلسلے کے افراد کے لئے معمولات کی پابندی سلسلے کے فرائض
واجبات میں سے ہیں۔ سفر میں یا حضر میں ہو پابندی سے معمولات کرتا رہے۔

مشائخ کے پسندیدہ اشعار

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آجا اب تو خلوت ہو گئی
ایک ان سے کیا محبت ہو گئی
ساری دنیا ہی سے نفرت ہو گئی
لاکھ مجھ کو اب کہاں پھرتا ہے دل
ہو گئی اب تو محبت ہو گئی
حال دل جس سے میں کہتا کوئی ایسا نہ ملا
بت کے بندے تو ملے اللہ کا بندہ نہ ملا

حضرت مرشد عالم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے

میری پرواز تم کیا جانو
عشق کی اک جست نے طے کر دیا قصہ تمام
اس زمیں و آسماں کو بیکراں سمجھا تھا میں
تیرے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
میری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

بعض اشعار کے پردے میں ایسی باتیں کہہ دی جاتی ہیں کہ پڑھ کر مزہ آ جاتا ہے۔

سنی نہ مصر و فلسطین میں وہ اذاں میں نے
دیا تھا جس نے پہاڑوں کو رعشۂ سیماب
وہ سجدہ روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی
اسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب
شاید اسی کا نام محبت ہے شیفتہ
اک آگ سی ہے سینے کے اندر لگی ہوئی

محبت الٰہی کا درد:

ارشاد فرمایا، اے انسان! سوچ کہ تیرا جینا بھی کیا جینا ہے کہ جس جینے میں محبت الٰہی کا درد نہیں ہے۔ اے اللہ! ہمیں بھی یہ کیفیات عطا کر دے کہ تیرے عشق میں ماسوا کو بھول جائیں۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی
عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گام عمل
عقل سمجھتی ہی نہیں معنی پیغام ابھی
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بہتر ہے دل کے ساتھ رہے پاسبان عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

عقل عیار ہے سو بھیس بنا لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ ملاں ہے نہ زاہد نہ حکیم

کیفیات کا اظہار:

ارشاد فرمایا، حالات و کیفیات کو اپنے دل میں رکھے باہر نہ نکالے ان کو ڈھک کر رکھے اور پکنے دے کیونکہ ڈھکنا لگا ہو تو چیز جلدی پک جاتی ہے۔ ہر بندے کے سامنے کیفیات کا اظہار نہیں کرنا چاہیے صرف اپنے شیخ کے سامنے اپنی کیفیات بیان کر سکتے ہیں تاکہ وہ ان کی تصحیح کر سکے۔

نالہ ہے بلبل شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینے میں اسے اور ذرا تھام ابھی
قوت عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسم محمدؐ سے اجالا کر دے

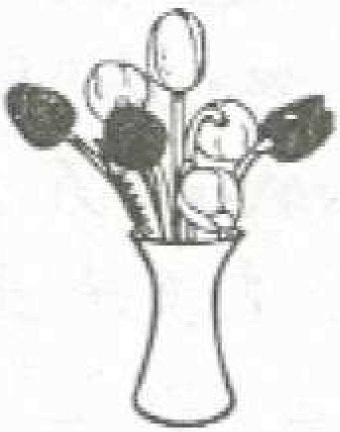

مجلس 23

طہارت وپاکیزگی کی اہمیت

پاکیزگی اور صفائی میں فرق:

ارشاد فرمایا، پاکیزگی اور چیز ہے صفائی اور چیز ہے۔ ممکن ہے کہ کوئی چیز میلی ہو لیکن پاک ہو اور کوئی چیز صاف ستھری ہو لیکن ناپاک ہو۔ خواتین بعض اوقات بے احتیاطی کر جاتی ہیں۔ گھر کی صفائی کرتے ہوئے گیلا کپڑا فرش پر لگا رہی ہوتی ہیں اور اسی سے دروازوں کو صاف کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ بچوں والی عورتیں جن ہاتھوں سے بچوں کو پاک کرتی ہیں انہیں اچھی طرح پاک کیے بغیر دوسرے کام سرانجام دیتی ہیں۔ جب تک ظاہری پاکیزگی حاصل نہ ہوگی تب تک باطنی پاکیزگی کیسے حاصل ہوگی۔ ارشاد فرمایا، بعض اوقات ظاہری ناپاکی کی وجہ سے ذکر ومراقبہ کے اثرات مرتب نہیں ہوتے۔ اگر ہم نے پاکیزگی نہ سیکھی تو ہمارا معاملہ کافی گڑبڑ ہے۔ اکثر اوقات فرش پر پانی کے قطرے ہوتے ہیں اسی پر ننگے پاؤں رکھ دیتے ہیں۔ یا گیلے فرش پر ننگے پاؤں چلنا شروع کر دیتے ہیں اگر فرش پر ناپاکی ہوگی تو گیلے فرش کی وجہ سے ناپاکی دوسری چیزوں کو بھی لگ جائے گی۔

طہارت و پاکیزگی کی اہمیت:

ارشاد فرمایا، پاکیزگی اور طہارت کو ہماری زندگی میں بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ لیکن بعض جگہوں پر دیکھنے میں آیا ہے کہ جہالت اور بے دینی کی وجہ سے لوگ پاکیزگی اور طہارت کا بھی خیال نہیں کرتے۔ ایک عورت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک مسجد کے متولی کے گھر کا واقعہ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم میاں بیوی اکٹھے ہوئے۔ میں نے غسل کر کے نماز پڑھ لی۔ مسجد سے گھر آیا، بیوی نے مجھے کھانا کھلایا میری بیوی نے بھی اتنی دیر میں نماز پڑھ لی تھی۔ میں نے پوچھا بڑی جلدی غسل کر لیا۔ آج تو پانی بڑا ٹھنڈا تھا۔ کہنے لگی، میں نے تو غسل نہیں کیا۔ میں تو سمجھتی ہوں ناپاک تو عورت اس وقت ہوتی ہے جب کسی غیر مرد سے صحبت کرے۔ آپ تو میرے میاں ہیں اس وقت ان کی شادی کو 16 سال گزر چکے تھے۔

ناپاکی اور جہالت:

ارشاد فرمایا، ایک لڑکی جس کی عمر 25 سال تھی۔ میری اہلیہ صاحبہ کے پاس آئی کہ میری شادی ہونے والی ہے مجھے غسل کا طریقہ بتا دیں۔ پوچھا، کہ پہلے جب تم ہر مہینے ناپاک ہوتی تھی تو پھر کیا کرتی تھی۔ کہنے لگی، ہم نے تو سنا ہے کہ شادی کے بعد بندے کو غسل اور پاکیزگی کی ضرورت ہوتی ہے۔ زندگی کے 10 سال ناپاکی کی حالت میں گزار دیئے۔ یہی ناپاک رہنے والی عورتیں کراکری صاف کرتی ہیں، کھانے پکاتی ہیں، کئی مرتبہ کھانے کی ٹرے لا کر بے دھڑک دسترخوان پر رکھ دیتی ہیں۔ حالانکہ اس کا تکوا اکثر ناپاک ہوتا ہے۔ پاکیزگی کے بارے میں ہمارا معاملہ خطرناک حد تک بگڑا ہوا ہے۔ کچھ لوگ غسل

کرکے غسل خانے میں گیلے فرش پر چپل پہن لیں گے۔ انسان کو پاکیزگی کا شعور ہونا بہت ضروری ہے۔ شروع میں انسانی ذہن دھوکہ دیتا ہے کہ ہمیں ان مسائل کا پتہ ہے۔ لیکن ذہن کو بنانے کے لئے کوشش کرنا پڑتی ہے۔

بے نمازیوں کے ہاتھ کا کھانا:

حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ اور خواجہ محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ فرزندان حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی باطنی کیفیات بہت بڑھ جاتی تھیں تو حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ ان کو بازار کا کھانا کھلاتے۔ پھر ان کی کیفیات ذرا کم ہو جاتی تھیں۔ فرمایا یہ اس وقت کے بازار کے کھانے کی کیفیت تھی۔ آج کل تو اللہ رحم کرے بازاروں کی ایسی حالت ہوگئی ہے کہ کھانا بنانے والے اکثر لوگوں کو غسل کے فرضوں تک کا علم نہیں ہوتا۔ بعض لوگ تو کئی کئی دن تک نماز کے قریب نہیں جاتے سوچیں ایسے لوگوں کے ہاتھوں کے پکے ہوئے کھانے سے دلوں میں نور آئے یا اندھیرا آئے گا۔ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُوْلِی الْاَبْصَار (اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو)

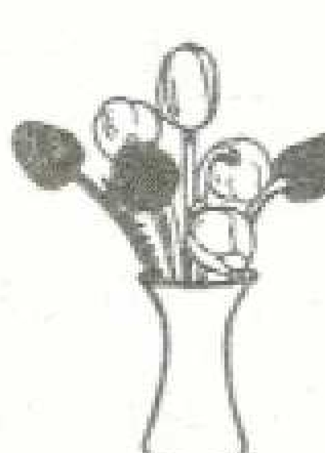

مجلس 24

ذکر کے فوائد وثمرات

فیض کا مفہوم:

ارشاد فرمایا، فیض کا مفہوم انوار و برکات ہیں۔ منازل دراز ہیں، مراقبہ حقیقت قرآن، مراقبہ کعبہ ربانی وغیرہ سب کو دائرہ لاتعین تک پہنچانا ہے۔ اپنے بارے میں ارشاد فرمایا، مجھے 20 سال ہوئے ہیں کوئی دن ذکر اور مراقبہ میں ایسا نہیں آیا کہ میں دنیاوی کام کے قابل نہ رہا ہوں۔ اگر سالک غافل ہے یا کوئی کمی کوتاہی ہے تو بھاگے نہیں بلکہ شیخ سے ملے اور شیخ کی توجہات حاصل کرے اور ان کی بابرکت صحبت سے فائدہ اٹھائے۔ مزہ تو تب ہے کہ معرفت میں کمال حاصل کر کے اس دنیا سے جائے۔

قلبی رابطہ کی اہمیت:

مرید اگر قلبی رابطہ زیادہ نہیں رکھتا تو سستی آ جاتی ہے۔ قلبی رابطہ محبت سے بڑھتا ہے۔ ارشاد فرمایا، جس کو مراقبہ میں جتنے خیالات آئیں گے اتنا ہی اجر زیادہ ملے گا۔ جس طرح حدیث پاک میں آتا ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو اٹک

ٹک کر پڑھتا ہے اسے دگنا اجر ملتا ہے۔ بعض اوقات شیخ مرید کے حالات دیکھ کر اسے لیٹ کر بھی مراقبہ کرنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ وہ کیا طبیب ہے جو سب کو ایک جیسی دوا دیتا رہے۔

سالک اور مجذوب کا فرق:

ایک لفظ ہے سالک اور ایک لفظ ہے مجذوب۔ اس کا معنی یہ نہیں ہے کہ مجذوب عقل سے فارغ ہے۔ فرمایا، جنہیں از خود عبادت کا شوق ہے تو وہ مجذوبی کیفیت والا ہے اور جنہیں پہلے از خود عبادت کرنی پڑے تو وہ سالک ہے۔

توجہ کے حیران کن اثرات:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ محمد عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میں نے سوچا یہ دیوار پر جو کوا بیٹھا ہے آخر اس کا بھی تو دل ہے۔ بس کوا اسی وقت اڑ کر میرے کندھے پر آ کر بیٹھ گیا۔ حضرت نے ایک اور واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک دفعہ انڈیا کے دورے پر تھے تو مجھے عجیب کیفیت محسوس ہوئی۔ میں نے تاریخ اور وقت لکھ کر رکھ لیا۔ کچھ دن کے بعد میرے شیخ حضرت فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا خط آیا جس سے معلوم ہوا کہ شیخ کی روحانیت اسی وقت اور اسی دن کو میری طرف متوجہ ہوئی تھی۔ توجہ کے بہت ہی زیادہ حیران کن اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

دعا کی مقبولیت کا راز:

ارشاد فرمایا، دعا کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ مضطرب ہو کر مانگے، سراپا دعا ہو۔ اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ (مضطرب کی دعا کو کون قبول کرتا

ہے)

؎ رونے جیسا منہ بنالو گر ہوئے آنسو خفا
اس کی رحمت کو تو بخشش کا بہانہ چاہیے

شیخ کے سامنے بے ادبی:

ارشاد فرمایا، شیخ کی طرف دیکھنے سے بھی فیض ملتا ہے بعض اوقات ایسے ہوتا ہے کہ شیخ سامنے بیٹھے ہوتے ہیں اور مریدین لوگوں کی اوٹ میں پیچھے بیٹھے باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو بہت مجبوری ہے تو وہ ایک طرف اوجھل ہو کر بات کرے۔ آداب شیخ بھی اسی طرح ضروری ہیں۔ جس طرح آداب استاد ضروری ہیں۔

مشتبہ چیزیں کھانے سے کیفیات زائل:

ارشاد فرمایا، توجہ سے پیر مرید کی غفلت کو دور کرتا ہے۔ ایک دفعہ حضرت خواجہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی مشتبہ کھانا کھا لیا تو کیفیات ختم ہو گئیں۔ وہ اپنے شیخ مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گئے اور اپنی حقیقت حال بیان کر دی۔ انہوں نے کئی دن توجہ دی تب کہیں اس چیز کا اثر زائل ہوا۔ ہمارے مشائخ ایسے عالی ہمت ہیں کہ ان کی توجہات اکسیر کی طرح سریع الاثر ہیں۔ شرط یہ ہے کہ مرید سچی طلب لے کر آئے۔ آج کل مریدین میں ایسی لاپرواہی ہے کہ آداب شیخ سے ہی واقف نہیں ہیں۔ بے ادبی بھی کر جاتے ہیں اور بے ادبی کی نحوستیں بھی پاتے ہیں۔ حالانکہ یہ مشہور ضرب المثل ہے۔

با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب

ادب کا تقاضا:

ایک دفعہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی چیز قلمبند فرمائی اور مولانا رشید احمد رحمۃ اللہ علیہ کو کہا کہ نقل کر کے لاؤ۔ ایک لفظ غلط لکھا ہوا تھا، سارا نقل کر کے لائے اور غلط لفظ کے بارے میں کہا کہ یہ سمجھ نہیں آ رہا۔ حضرت نے بتا دیا۔ یہ نہیں کہا کہ آپ نے غلط لکھا ہے اور ادب کا تقاضا بھی یہی تھا جیسا انہوں نے کیا۔

ذکر اذکار کے فوائد:

ارشاد فرمایا، لایعنی سے پرہیز، طنز و مزاح، غیبت سے بچنا تصوف کی ابتدائی چیزیں ہیں۔ اگر ان سے نہ رکے تو ذکر کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ ذکر پھر فائدہ نہیں دیتا۔ مرید کے لئے ضروری ہے کہ وہ ذکر اذکار بھی کرتا رہے اور شیخ کو اپنے حالات سے بھی باخبر رکھے۔ بہت دفعہ شیخ پر کشفاً مرید کے حالات واضح ہو جاتے ہیں لیکن جب تک مرید خود دلچسپی ظاہر نہ کرے تو بعض اوقات شیخ ازخود نہیں پوچھتا۔ اس لئے مرید کو اپنے حالات خود تفصیل سے بتانے چاہئے۔ یہ نہ سوچے کہ حضرت کو کشف کے ذریعے خود ہی معلوم ہو جائے گا۔

خوابوں کے شہزادے:

فرمایا، شیطان کئی دفعہ خوابوں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرتا ہے۔ کبھی کبھی بعض صوفیوں کو بڑے خواب نظر آتے ہیں۔ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا، حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ وہ خواب میں جنت دیکھتا تھا۔ حضرت کو پتہ چلا تو فرمایا کہ اب اگر دیکھو تو لاحول پڑھنا۔ مرید نے ایسے ہی کیا

جب لاحول پڑھی تو ہر چیز غائب ہو گئی۔ تب معلوم ہوا کہ سب شیطان کا دھوکہ تھا۔ مرید کو خوابوں کا شہزادہ نہیں بننا چاہئے کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا اور وہ دیکھا۔ خواب خواب ہی رہتا ہے حقیقت نہیں بن جاتا۔ خواب پر نازاں نہیں ہونا چاہئے اس سے عجب پیدا ہوتا ہے۔ بعض جاہل صوفیوں کی گفتگو کی ابتدا بھی خواب سے اور انتہا بھی خواب پر ہی ہوتی ہے۔ بظاہر سنت پر عمل نہ ہو تو خواب میں زیارت نبی ﷺ کا ہو جانا بھی اتنی فضیلت کی بات نہیں ہے۔ ہمارے بزرگ خوابوں کا زیادہ تذکرہ نہیں فرماتے تھے۔ کئی لوگوں کو پوچھا جاتا ہے کہ حالات بتاؤ تو وہ خواب ہی سنائے جاتے ہیں۔

ایک ہی خواب کی مختلف تعبیریں:

ارشاد فرمایا، کہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کو علم الرؤیا دیا گیا تھا۔ ایک آدمی نے کہا خواب میں اذان دے رہا ہوں۔ فرمایا عزت ملے گی۔ دوسرے نے کہا خواب میں اذان دے رہا ہوں۔ فرمایا تیرے ہاتھ کٹیں گے۔ دونوں کے ساتھ وہی معاملہ پیش آیا۔ ایک اور آدمی آیا کہا، خواب میں آگ جلتی دیکھی۔ فرمایا تمہیں مال ملے گا۔ دوسرے کو اسی خواب کی یہ تعبیر دی کہ تمہیں اذیت ملے گی۔ ایک ہی جیسے خواب کی تعبیر میں اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ ایک کو خواب سردی میں آیا تھا دوسرے کو گرمی میں آیا تھا۔ خوابوں کی دنیا میں گمراہی کے مواقع زیادہ ہوتے ہیں۔ جو شخص اوندھے منہ سوتا ہے یا گیس کا مسئلہ ہوتا ہے تو اسے خواب بہت نظر آتے ہیں۔ بعض عورتوں کو خواب دیکھنے کی بڑی عادت ہوتی ہے۔ اگر خواب میں مردہ نظر آجائے تو ڈرتی پھرتی ہیں، صدقہ دیتی پھرتی ہیں مگر نماز نہیں پڑھتی ہیں۔

خواب گمراہ کر سکتے ہیں:

ارشاد فرمایا، اپنے خواب کی تعبیر خود ہی نہیں کرنی چاہیے۔ عام سالک کے لیے خطرہ ہوتا ہے کہ شیطان ان کو گمراہ کر دے۔ ایک واقعہ بیان فرمایا، زبیدہ خاتون نے خواب میں اپنے آپ کو ننگا دیکھا۔ چرند، پرند اور انسان و حیوان سب اس کی عزت خراب کر رہے تھے۔ اس نے لونڈی کو علامہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیجا اور کہا یہ خواب اپنی طرف منسوب کر کے بیان کرنا۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے خواب سن کر فرمایا، لونڈی یہ خواب دیکھ ہی نہیں سکتی۔ وہ زبیدہ کے پاس گئی تو انہوں نے کہا کہ اچھا میرا نام ظاہر کر دو۔ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، ہاں زبیدہ یہ خواب دیکھ سکتی ہے۔ فرمایا، اس کی تعبیر یہ ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرے گی کہ سب مخلوق اس سے فائدہ اٹھائے گی۔ چنانچہ انہوں نے نہر زبیدہ بنوائی جس سے حاجی لوگ اور دوسرے جانداروں نے فائدہ اٹھایا۔

استخارہ اور اذکار مسنونہ کرنا:

فرمایا، استخارہ کسی دوسرے بندے سے بھی کروا سکتے ہیں لیکن معاملہ جتنی جلدی خود پر ظاہر ہوتا ہے شاید دوسرے کے باطن پر زیادہ جلدی ظاہر نہ ہو۔ شریعت کے واضح احکام کے بارے میں استخارہ نہیں کر سکتے۔ اذکار مسنونہ اور دورد مسنونہ بغیر اجازت کے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

وظیفہ کی برکات:

ارشاد فرمایا، بعض لوگوں کو وظائف کا بڑا چسکا ہوتا ہے۔ خاص طور پر عورتوں میں وظیفے کا بڑا رواج ہے۔ لیکن خود ساختہ وظیفہ کرنے کی بجائے وہ وظیفہ کرنا

چاہئے جو شیخ بتا دیں۔ اس کے علاوہ نہ کرے۔ پوچھ کر وظیفہ کرنے کی بہت برکات ہوتی ہیں۔ جو شخص جمعہ کے دن عصر کے بعد 80 دفعہ درود شریف پڑھے اس کے 80 سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا

فرمایا، شیخ کے سامنے ذکر نہیں کرنا چاہئے نہ ہی کسی اور طرف توجہ دینی ہے بالکل متوجہ ہو کر بیٹھنا ہے۔ بلکہ خود کو خالی سمجھنا ہے اور یہ خیال کرتا ہے کہ شیخ کی طرف سے فیض ہمارے دل میں پہنچ رہا ہے۔ اس کو رابطہ قلبی کہتے ہیں۔

وقت کی اڑان:

ارشاد فرمایا، وقت ہر لمحے کٹ رہا ہوتا ہے۔ سو رہے ہوں یا جاگ رہے ہوں، ہر لمحے خواہ کوئی کام کر رہے ہوں ہمیں اپنی منزل سے قریب کر رہا ہے۔

؎ غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

کوئی بھی عقلمند آدمی لمبی امیدیں نہیں باندھا کرتا۔ یہاں کی خوشیاں بھی عارضی اور یہاں کے غم بھی عارضی ہیں۔ ہم مانتے تو ہیں کہ ہمیں حساب کتاب دینا ہوگا لیکن ہم سنجیدہ نہیں ہوتے۔ ہمارا یقین پختہ نہیں ہے۔ صحابہ کرام کا یقین اتنا کامل ہوتا تھا، ایسا استحضار حاصل تھا کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ اگر جنت و دوزخ میرے سامنے لائی جائے تب بھی میرے یقین میں کوئی اضافہ نہیں ہوگا۔

قرآن اور فکر آخرت:

حضرت جی بیان فرما رہے تھے تو ایک ساتھی نے قرآن مجید سامنے لا کر رکھ دیا۔ فرمایا، جب یہ قرآن سامنے آتا ہے تو جوش آ ہی جاتا ہے۔

مغوی تو ملیں گے تمہیں شیطان سے بہتر
ھادی نہ ملے گا کوئی قرآن سے بہتر

آج پولیس والے محلے میں آ کر کسی کا نام پوچھ لیں تو گھبرائے پھرتے ہیں۔ پوچھ گچھ سے ڈرتے ہیں۔ لیکن ملک الموت بھی تو پیچھے لگا ہوا ہے۔ اس کی فکر نہیں ہے۔ اگر ایک ڈی سی کے سامنے پیشی ہونی ہو تو مشورہ کرتے پھرتے ہیں کہ کیسے سامنا کریں اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیشی کو بھولے ہوئے ہیں۔ کوئی غم نہیں ہے کوئی فکر نہیں ہے۔ مومن تو نیک عمل کرنے کا حریص ہوتا ہے۔ آنے والے وقت کی فکر کرتا ہے۔ رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتا ہے۔

مومن کا دل:

فرمایا مفہوم حدیث ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ (مومن بندے کا دل) عرشُ اللّٰہ (اللہ کا عرش) ہوتا ہے۔ ایک اور حدیث کا مفہوم ہے میں نہ تو آسمان میں سماتا ہوں نہ زمینوں میں سماتا ہوں بلکہ میں تو مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں۔ جو دل بیدار نہیں ہوتے وہ دل نہیں ہوتے پتھر ہوتے ہیں۔ کئی بندوں کے سینوں میں دل نہیں ہوتا بلکہ سل ہوتی ہے۔ بعض اوقات تو انسان کا دل پتھر سے بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔

دعائیں لینا اور کروانا:

فرمایا، عمل کا شوق پیدا ہونا بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ حضرت ربیعہؓ کو حضور ﷺ کی خدمت کا بڑا شوق تھا۔ ایک دفعہ حضور ﷺ حضرت ربیعہؓ سے اتنے خوش ہوئے فرمایا، جو کہو گے تمہارے لئے وہ دعا کروں گا۔ حضرت ربیعہؓ نے کہا میرے لئے یہ دعا فرما دیں کہ جنت میں آپ کا اس طرح ساتھ ہو جس طرح دو

انگلیاں ساتھ ہوتی ہیں۔

فرمایا، آدمی اپنے شیخ کی اتنی خدمت کرے اتنی خدمت کرے کہ بے اختیار شیخ کے دل سے اس کے لئے دعائیں نکلیں۔ اللہ والے تو دعائیں لیتے ہیں کرواتے نہیں ہیں۔

دشمن کے لئے ہدایت کی دعا:

فرمایا، ایک دفعہ ایک صحابیؓ بڑے جلال میں تلوار ہاتھ میں لئے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی والدہ کا سر اڑا دینے کی اجازت چاہی۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ان کی والدہ نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی کا کوئی لفظ بولا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا میں اس کی ہدایت کے لئے دعا نہ کروں؟ اب یہ بات سن کر صحابی کا جلال جمال میں تبدیل ہو گیا۔ بولے ضرور دعا فرما دیجئے۔ دعا کے بعد صحابیؓ جلدی سے گھر کی طرف بھاگے کہ دیکھوں میں پہلے پہنچتا ہوں یا نبی ﷺ کی دعا پہلے پہنچتی ہے۔ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئے والدہ نے کلمہ پڑھ کر سنایا۔

زہر کی گولی:

فرمایا، فرض کریں کہ آپ کے پاس 1000 گولیاں ہیں جن میں سے 999 میٹھی ہیں اور ایک زہر سے بھری ہوئی ہے۔ کیا ان میں سے کوئی گولی آپ کھا لیں گے۔ نہیں، کبھی نہیں کھائیں گے۔ اپنی جان کی خاطر خطرہ مول نہیں لیں گے۔ سوچیں دنیا کی خاطر تو ذرا سا خطرہ مول نہیں لیتے اور آخرت کے لئے اتنا بڑا خطرہ لے لیتے ہیں کہ کبھی تو اللہ تعالیٰ معاف کر ہی دیں گے حالانکہ شروع ہی سے معافی کی کوشش کرنی چاہئے۔

امید اور خوف:

ارشاد فرمایا، کہ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اگر آواز آئے کہ ایک شخص کے علاوہ سب کو بخش دیا جائے گا تو میں ڈروں گا کہ کہیں وہ شخص میں ہی نہ ہوں اور اگر یہ آواز آئے کہ سب دوزخ میں جائیں گے اور ایک بندے کو معاف کیا جائے گا اور وہ جنت میں جائے گا تو مجھے امید ہوگی کہ ہوسکتا ہے کہ وہ شخص میں ہی ہوں۔

بناؤ سنگار اور گناہ:

شیطان بعض اوقات ایسے گناہ کرواتا ہے کہ جو گناہوں کی ماں ہوتے ہیں۔ مثلاً عورتیں سجاوٹ کے لئے ناخن پالش لگاتی ہیں۔ بظاہر تو یہ معمولی سا گناہ معلوم ہوتا ہے لیکن یہ گناہوں کی ماں ہے۔ نہ اس سے غسل ہوگا نہ وضو ہوگا۔ یہ پکا شریعت کا مسئلہ ہے پھر یونہی ناپاک زمین پر پھرے گی۔ اگر پوچھا جائے کہ یہ بناؤ سنگھار کس لئے ہے تو کہے گی کہ خاوند کے لئے بنتی سنورتی ہوں۔ بن سنور کر باہر نکلنا خاوند کے لئے تو نہیں ہوتا۔ اگر عورت خاوند کے لئے بنی سنوری ہے تو گھر میں رہے، گھر میں تو کوئی سنگار نہیں کرتی لیکن رشتے داروں کی طرف جانا ہو یا کہیں پارٹی میں جانا ہو تو پھر بنتی سنورتی ہے تاکہ دکھاوا ہو، نمائش ہو۔ سوچتی ہے کہ دوسری عورتیں دیکھ کر کیا کہیں گی، کہیں ناک نہ کٹ جائے۔ سوچنا چاہئے کہ اگر قیامت میں انبیا کے سامنے ناک کٹ گئی تو پھر کیا بنے گا۔ عورتیں ناخن پالش کو معمولی گناہ نہ سمجھیں اس کی بجائے مہندی بھی تو لگائی جاسکتی ہے۔

گھر کا ماحول:

عورت کی بے دینی میں خاوند کا بھی قصور ہوتا ہے۔ اگر سب باتوں کا نچوڑ

نکالیں تو گھر والے زیادہ قصور وار نکلتے ہیں ۔اگر مرد سربراہ ہے، سمجھ دار ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے آپ کو بھی دین کا پابند رکھے اور گھر والوں کو بھی نیکی کی تلقین کرے ۔اگر عورتیں سمجھ جائیں تو مرد سے زیادہ نیکی کی پابند ہو جاتی ہیں اور مرد کو بھی راہ راست پر رکھ سکتی ہیں ۔فرمایا، کئی مائیں ایسی ہیں کہ ان کی آگے بیٹیاں بھی بیاہی جاتی ہیں یعنی ان کی شادی ہو جاتی ہے لیکن غسل کے فرائض تک کا پتہ نہیں ہوتا ۔اگر گھر کا ماحول ایسا ہوگا دین سے دوری ہوگی تو بچے بھی وہی کچھ کریں گے جو بڑوں کو کرتا دیکھیں گے ۔

زیورات کی زکوٰۃ:

عورت تو اگر چھپکلی بھی دیکھ لے تو ڈر جاتی ہے ۔اگر اسے شہد کی مکھی کاٹ لے یا بھڑ کاٹ لے تو شور مچا دیتی ہے ۔مگر دوزخ کے عذاب سے نہیں ڈرتی ۔یہ نہیں سوچتی کہ جن زیورات سے بناؤ سنگار کرتی ہے اگر ان کی زکوٰۃ نہیں دے گی تو ان زیورات کی سلاخیں بنا کر دوزخ میں اس کی پیشانیوں کو داغا جائے گا اس بات سے اسے ڈر کیوں نہیں لگتا ۔

بچوں کی تربیت:

ارشاد فرمایا، جب والدین بچوں کی تربیت صحیح طرح سے نہیں کریں گے تو پھر رونا کس بات کا ہے ۔جو کچھ بویا ہوتا ہے وہی کچھ کاٹنا پڑتا ہے ۔کانٹے بوئیں گے تو پھر کانٹے ہی کاٹیں گے ۔جو اولاد اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار نہیں بنتی وہ ماں باپ کی فرمانبردار کیسے بن سکتی ہے ۔جس طرح سے بچپن میں بچے کو سکھایا جائے گا وہ بڑا ہو کر ویسا ہی عمل کرے گا ۔زیادہ توجہ بچوں کی تربیت کی طرف ہونی چاہئے ۔

دعویٰ:

ارشاد فرمایا، کوئی ہے جو میرے اس دعوے کا جواب دے دے کہ کوئی عالم باعمل یا حافظ باعمل بھوکا ایڑیاں رگڑتے رگڑتے مر گیا ہو۔ لیکن میرے سامنے سینکڑوں ایسی مثالیں ہیں کہ B.A-M.A-P.hd والے ایڑیاں رگڑتے ہوئے مرے ہیں۔

ماحول کی پیداوار:

ہم اپنے گھر میں جس طرح کا ماحول بنائیں گے، ویسے ہی اثرات بھی مرتب ہوں گے۔ اگر خوشگوار ماحول ہوگا، دیندار ماحول ہوگا تو خوشیوں کے پھول اگیں گے۔ اگر ماحول ایسا نہیں ہوگا تو پھر کانٹے ہی پیدا ہوں گے۔ بے سکونی ہی بے سکونی ہوگی۔ پھر بچے اسی ماحول کے اثرات قبول کریں گے۔ قیامت میں کتنے ہی ماں باپ ایسے ہوں گے جو بچوں کی صحیح تربیت نہ کرنے کی وجہ سے جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

مقصد زندگی:

ارشاد فرمایا، اگر ایک لاکھ ماؤں کی رائے سروے کے ذریعے معلوم کی جائے تو شاید ہی ایک ایسی نکلے جو اپنے بچوں کو یہ بات سکھائے کہ تجھے وقت کا ولی بننا ہے، مجدد بننا ہے۔ فرمایا، جب بچے ماں باپ سے بار بار یہی سنتے ہیں، بار بار اسی کی تکرار ہوتی ہے کہ تجھے لیفٹیننٹ بننا ہے، جنرل بننا ہے، ڈاکٹر بننا ہے MBA کرنا ہے تو پھر بچہ جب بار بار یہی کچھ سنتا ہے تو اسی کو مقصد زندگی بنا لیتا ہے۔

ڈاکٹر اور جنازے کی دعا:

ارشاد فرمایا، ایک پی ایچ ڈی ڈاکٹر اپنے باپ کے جنازے میں شامل ہوا تو بہت زیادہ رو رہا تھا۔ سب نے تسلی دی اور اس قدر زار و قطار رونے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگا موت تو سب کو آنی ہے، یہ تو اٹل حقیقت ہے۔ میں اس وجہ سے نہیں رو رہا بلکہ میں تو اس بات پر رو رہا ہوں کہ میرے باپ نے مجھے اتنی دنیاوی تعلیم دلوائی مگر دین کی تھوڑی سی بھی تعلیم نہ دلوائی کہ مجھے جنازے کی دعا اور نماز ہی آجاتی۔ میں ڈاکٹر تو بن گیا مگر جنازے کی دعا یاد نہیں کہ باپ کے جنازے پر پڑھوں۔

انصاف کا تقاضا:

ارشاد فرمایا، ہم یہ نہیں کہتے کہ دنیا کی تعلیم نہ دلائیں بلکہ یہی کہتے ہیں کہ انصاف کریں اگر چھ بچے ہیں تو تین مدرسے اور تین سکول میں بھیجیں۔ اگر بچوں کو دنیاوی تعلیم دلا رہے ہیں تو دینی تعلیم سے بھی بے بہرہ نہ رکھیں۔ 90 فیصد گھرانے ایسے ہیں کہ جن کے بچے آدھی زندگی انگریزی سکولوں میں گزارتے ہیں اور بعد کی زندگی دفتروں کے چکر میں پھنس کر گزر جاتی ہے اور دین سیکھنے کے لئے فرصت ہی نہیں ملتی۔

سنتوں کو توڑنا:

ارشاد فرمایا، آج زندگی کے ہر معاملے میں ہم سنتوں کی پرواہ نہیں کرتے، سنتوں کو توڑتے پھرتے ہیں۔ سنتوں کو توڑ کر پھر دل میں شفاعت کی کس طرح تمنا رکھتے ہیں۔ نبی ﷺ کا سامنا کیسے کریں گے۔

مجلس 25

کامل شیخ کی برکات

بادشاہ کی بہن کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، کہ مجھے انگلینڈ کے عجائب گھر میں ایک خط دکھایا گیا۔ یہ اس زمانے میں لکھا گیا تھا جب کہ سپین علم کا گہوارہ تھا۔ انگلینڈ کے بادشاہ نے سپین کے مسلمان حکمران کو لکھا تھا کہ میں اپنی بہن کو بھیج رہا ہوں آپ اسے اسپین کی کسی درسگاہ میں داخلہ دلوا دیں۔ فرمایا، ایسا وقت بھی گزرا ہے اور اب ہماری بچیاں تعلیم حاصل کرنے یورپ جاتی ہیں۔ جس طرح آج ہم انگلش کو لازمی سمجھتے ہیں اسی طرح پہلے زمانے میں انگریز عربی کو لازمی سمجھتے تھے۔ اس حقیقت کو دیکھیں کہ افریقہ کے بعض ممالک میں صحابہ کرامؓ پہنچے تو ان کی زبانیں تک بدل کر رکھ دیں۔ عربی کو ان کی زبان بنا دیا وہی لازمی ہو گئی۔

عورت کی فرمانبرداری:

ارشاد فرمایا، آج اگر مختلف قوموں کی تہذیبیں دیکھی جائیں تو ہر تہذیب میں کوئی نہ کوئی خاص بات ہے۔ مثلاً جاپانی عورت کی خاص بات یہ ہے کہ خواہ وہ

کتنے ہی امیر گھر کی ہو خاوند کے جوتے خود پالش کرے گی۔ دفتر جاتے ہوئے اسے جوتے پہنائے گی، اسے دروازے تک چھوڑنے جائے گی اور یہ خدمت کرنے کے بعد یہی سمجھے گی کہ چونکہ خاوند مجھے اپنی بیوی سمجھتا ہے اس لئے مجھے اس نے خدمت کا موقع دیا ہے۔ اگر ہم اپنی اسلامی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ہمارے ہاں بھی عورت کی قربانی، خدمت اور فرمانبرداری کے اس سے بھی زیادہ عجیب واقعات سامنے آتے ہیں۔

عورت کا صبر وتحمل:

ایک عجیب واقعہ بیان فرمایا کہ ایک صحابیؓ کہیں جنگ میں گئے ہوئے تھے۔ کافی عرصہ کے بعد واپسی ہوئی۔ جس دن ان کی واپسی کی اطلاع ملی اسی دن ان کا بیٹا وفات پا گیا۔ ان کی بیوی نے ان کے پہنچنے سے قبل ہی اسے نہلا دھلا کر لٹا دیا اور جب خاوند نے گھر آکر بچے کا پوچھا تو کہہ دیا کہ آرام کر رہا ہے۔ اتنے صبر وضبط کا مظاہرہ کیا کہ رات خاوند کے ساتھ بسر کی مگر کسی چیز کا پتہ نہیں چلنے دیا۔ صبح اٹھیں تو خاوند سے کہنے لگیں کہ اگر کوئی امانت کسی کے پاس رکھوائے اور پھر واپس مانگے تو کیسا ہے؟ خاوند نے کہا، اسے لینے کا حق ہے۔ پھر بیوی نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارا بیٹا واپس لے لیا ہے۔ خاوند نے کہا کہ آپ نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا۔ خدمت گزار اور صابر بیوی نے اس لئے ذکر نہیں کیا تھا کہ خاوند سفر سے تھکا ہارا آیا تھا۔ سن کر پریشان ہو جائے گا۔ اس کی تسلی اور آرام کا سب سامان کر کے پھر بڑے تحمل سے خبر دی۔ یہ بات جب حضور ﷺ تک پہنچی تو آپ ﷺ نے ان کو دعا دی اور اللہ تعالیٰ نے پھر ان کو ایک بیٹا عطا کیا جو بڑا ہو حافظ الحدیث بنا۔

بیان کا اثر:

ایک اور واقعہ بیان فرمایا کہ آج کل کی عورت بھی صحیح معنوں میں مومنہ بن سکتی ہے اگر اس کو اچھے طریقے سے سمجھایا جائے اور دین سیکھنے کے مواقع فراہم کئے جائیں۔ میں نے کسی ملک میں ایک مسجد دیکھی جہاں مرد اور عورتیں الگ الگ بیٹھتے تھے۔ عورتوں کے لئے پردے کا خصوصی انتظام تھا۔ جب بیان ہو جاتا تو پھر مرد اور عورتیں سوال پوچھتیں تھیں۔ بیان کے بعد جب میں اوپر گیا تو میری اہلیہ صاحبہ نے بتایا کہ ہم بیان سن رہے تھے کہ ایک عجیب بات ہوئی۔ ایک عورت بیان سننے آئی بالکل مردوں کے کپڑے پہنے ہوئے، پینٹ شرٹ میں ملبوس تھی۔ وہ وہاں کے ایک مسلمان ڈاکٹر کی بیوی تھی۔ جب بیان سن کر گئی تو اگلی دفعہ اس سے بھی عجیب بات یہ ہوئی کہ بیان کے دوران ایک عورت لپٹی لپٹائی آئی اور ایک طرف بیٹھ گئی۔ بعد میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہ وہی ڈاکٹر کی بیوی تھی۔ یہ پچھلی دفعہ کے بیان کا اثر تھا۔ بیان بڑی توجہ سے سنتی تھی اور اپنی چھوٹی سی ٹیپ کے ذریعے ریکارڈ کر کے بھی لے جاتی تھی۔ وہاں کے ریڈیو سے نشر کرواتی جو تقریباً چالیس ملکوں میں سنا جاتا تھا۔ یہ بات بعد میں سامنے آئی جب ایک دن وہ بیان سننے نہ آ سکی۔ کوئی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اتنے ملکوں تک بات پھیلے گی۔ ارشاد فرمایا، کوئی عورت یہ نہیں چاہتی کہ اس کی قبر گندی ہو۔ ہم اپنی عورتوں کو سمجھا نہیں پاتے۔ اگر صحیح طرح سے سمجھا دیں تو وہ چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھتی ہیں تو قبر کا خیال کیوں نہ رکھیں گی۔

شیخ کامل کی برکات:

ارشاد فرمایا، جس نے رب کی معرفت کو پا لیا۔ اس کی زبان لمبی ہو گئی، یعنی

اسے دعوت وارشاد کے کام پر فائز کر دیا گیا اور بعض بزرگ ایسے گزرے ہیں جن کی زبان چھوٹی ہو گئی یعنی وہ مقام حیرت میں تھے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ کے بارے میں اتنا پختہ یقین تھا، ایسا پکا عقیدہ تھا کہ فرماتے، حضرت ابو بکرؓ کے بعد اگر کسی کو شیخِ کامل ملا ہے تو مجھے شیخِ کامل ملا ہے۔ اسی محبت کی برکت سے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ بنا دیے گئے۔

یک در گیر محکم بگیر

(ایک در پکڑو اور مضبوط پکڑو)

پیر طریقت اور پیر صحبت:

ارشاد فرمایا، ایک پیر طریقت ہوتا ہے اور ایک پیر صحبت ہوتا ہے۔ مثلاً کسی بزرگ سے بیعت کا تعلق ہے لیکن وہ کسی دوسرے ملک میں رہتے ہیں اگر آدمی اپنے ملک اور دیس کے پیر کے پاس بیٹھے یہ پیر صحبت ہوگا۔ لیکن پیر طریقت کی اجازت کے بغیر ایسا نہ کرے۔ اگر پیر وفات پا جائے تو دوسرے سے بیعت کر لے جہاں اسے عقیدت محبت اور صحبت کا موقع ملے اور فائدہ اٹھائے۔ مثلاً ایک واقعہ بیان فرمایا کہ کہیں کتاب میں پڑھا تھا کہ حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے مریدان کی وفات کے بعد دنیا داری میں مبتلا ہو گئے۔ کیوں کہ انہوں نے تکمیل کی خاطر آگے بیعت نہیں کی تھی۔ ایسے لوگ پھر عدم صحبت کی وجہ سے وقت کے ساتھ ساتھ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں۔ بعض اوقات بہت ہی گراوٹ ہوتی ہے۔

روحانی علاج کی اہمیت:

ارشاد فرمایا، اگر بڑا ڈاکٹر وفات پا جائے تو کیا کسی چھوٹے ڈاکٹر سے

جسمانی علاج نہیں کراؤ گے؟ ظاہر ہے کہ مجبوری میں اسی چھوٹے ڈاکٹر سے علاج کروانا پڑے گا۔ یہی حالت بیعت کی ہوتی ہے جو کہ روحانی علاج ہے کہ ایک شیخ کے وفات پا جانے پر دوسرے شیخ سے رجوع کرنا ضروری ہے۔ فرمایا، کہ ہرجائی بھی نہ بنیں۔ ایک امام صاحب تھے جو ہر مسجد میں آنے والے بزرگ سے بیعت ہو جاتے۔ فرمایا یہ ہرجائی پن ہے۔

شیخ کی خدمت اور ادب:

ارشاد فرمایا، ارادت کے معنی محبت وعقیدت کے ہیں۔ ایک مرید کے بے اصولی کرنے پر فرمایا، یہ شجرہ طیبہ محض برکت کے لئے گھروں میں رکھنے کے لئے نہیں ہے بلکہ پڑھنے کے لئے ہے۔ ایک دفعہ حرم میں ایک مرید کو فرمایا کہ تو نے شجرہ کے فلاں نمبر کی خلاف ورزی کی ہے۔ اگر بادشاہ کسی غلام کو خدمت کے لئے رکھ لے تو اس کا احسان ہے۔ اسی طرح اگر پیر کسی مرید کو خدمت کا موقع دے تو یہ پیر کا احسان سمجھے۔ اگر مرید کوئی بات نہ سمجھے تو چاہیے کہ سوال کرے۔

جاہل پیر کا واقعہ:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ ہم گلگت گئے وہاں پر ایک بے عمل پیر تھے۔ جو مریدوں کو کہتے تھے کہ مرد اور عورت بیعت کے بعد بک چکے ہوتے ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کرنا جائز نہیں۔ وہ بدمعاش پیر اپنی مرید عورتوں سے صحبت کرتا اور اس پیدا شدہ بچے کو بڑا مقدس سمجھتا۔ لہٰذا ہمیشہ باعمل پیر ڈھونڈیں ایسے پیروں سے بچیں جو پیری کا لبادہ اوڑھ کر عوام کو گمراہ کرتے ہیں۔

مشائخ کے معمولات:

ارشاد فرمایا، بعض مشائخ کے اپنے معمولات ہوتے ہیں اس لئے اپنے شیخ سے اجازت لئے بغیر کچھ نہ کرے۔ مثلاً اگر شیخ بے نمازی کے ہاتھ کا کھانا نہیں کھاتے تو مرید کے لئے ایسا کرنا مشکل ہوگا۔ شیخ کا ظرف اور ہوتا ہے مرید کا ظرف اور ہوتا ہے۔ مرید کو یہی سمجھنا چاہئے کہ شیخ جو عمل کر رہا ہے وہ صحیح ہے میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایسا نہیں کر پا رہا۔ اپنے شیخ کی صحبت میں باوضو رہنے، ان کے چہرے کو دیکھنے اور باتیں سننے سے بھی فیض ملتا ہے۔ فرمایا الحمدللہ میں نے اپنے شیخ کا چہرہ اکثر و بیشتر باوضو دیکھا ہے۔

شیخ کی خدمت میں باوضو رہنا:

ارشاد فرمایا، ایک دفعہ میں حضرت شیخ کی خدمت کر رہا تھا، باہر جانے کی اجازت مانگی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، نہیں ادھر ہی سو جاؤ۔ میرا وضو ٹوٹ گیا، میں روتا رہا، حضرت کی آنکھ کھلی تو فوراً فرمایا، جاؤ وضو کر کے آؤ۔ کئی دفعہ ایسا ہوا کہ سب لوگ نفل پڑھ رہے ہیں اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کوئی بات کہنا چاہ رہے ہیں تو یہ فقیر اس وقت نفل نہیں پڑھتا تھا۔ ایسے وقت میں نفل نماز نہ پڑھیں تو فائدہ ہے۔ اگر بات کرنی ہو تو حضرت شیخ کی اجازت سے بات کریں کہ حضرت جی اگر اجازت ہو تو ایک بات پوچھ سکتا ہوں۔ اگر ان چھوٹے چھوٹے آداب کا بھی خیال رکھیں گے تو بڑی ترقی ہوگی۔

مجلس 26

شیخ کے حقوق

اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھیں:

اصحاب کہف کے کتے کی مثال دیتے ہوئے فرمایا، شیخ کے پاس جماعت میں اس طرح رہے جیسے اصحاب کہف کے ساتھ ان کا کتا تھا۔ اور اصحاب کہف کے صدقے میں کتا بھی جنت میں چلا جائے گا۔ یعنی جماعت میں اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھے۔ شیخ کی غیر موجودگی میں بھی آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس سے اخلاص پیدا ہوگا۔ علماء نے شیخ اور باپ کے مرتبہ میں بحث کی ہے اور شیخ کے بلند مرتبے کے لئے زیادہ دلائل دیئے ہیں کیونکہ وہ روحانی والد ہیں۔ اپنے شیخ کو اچھے برے حالات و کیفیات بتانے کا بہت فائدہ ہوتا ہے کیونکہ پھر شیخ مرید کے لئے استغفار کرتا ہے اور توجہ فرماتا ہے۔

بے ادبی کا نقصان:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ فضل علی قریشی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مرید تھا۔ اس کے لطائف بند ہوگئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، سوچو تم نے کوئی بے ادبی

کی ہوگی۔ اس نے بہت سوچا اور پھر کہنے لگا کہ ایک دفعہ آپ کے عصا کے اوپر سے گزر گیا تھا۔ فرمایا، ہاں یہی بے ادبی ہوئی۔ پھر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے توجہ فرمائی اور لطائف جاری ہو گئے۔

عقل سے باہر ہیں باتیں عشق و مستی کی
سمجھ میں اس قدر آیا کہ دل کی موت ہے دوری

شیخ کا مرید کے لئے استخارہ کرنا:

ارشاد فرمایا، ایک بزرگ خواجہ طاہر بندگی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بچوں کے استاد تھے۔ بچوں کو پڑھا رہے تھے کہ حضرت ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ معلوم ہوا کہ بد بخت ہے۔ آپ نے بچوں کو بتایا۔ بچوں نے جا کر استاد صاحب کو بتایا۔ پھر جب استاد صاحب کو اپنی حالت معلوم ہوئی تو انہوں نے بچوں کے سامنے آہ وزاری کی کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دعا و استغفار کی سفارش کر دیجئے۔ حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے تین دن تک ان کے لئے استغفار کیا اور بخشش ہوگئی۔ بتایا گیا کہ تقدیر مبرم اور تقدیر معلق دو تقدیریں ہوتی ہیں۔ ایک تو اٹل ہے دوسری دعاؤں اور کوشش و عمل سے بدل سکتی ہے۔ یہ دوسرے والی تقدیر تھی بعد میں حضرت خواجہ طاہر بندگی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب کی قطبیت عطا کر کے پنجاب بھیجا۔ مزار شریف لاہور کے میانی شریف قبرستان میں مطلع انوار ہے۔

حکمت کی بات:

ارشاد فرمایا، اگر بظاہر شیخ سے کوئی خلاف شریعت امر بھی ثابت ہو تو اعتراض نہ کرے اور یہی سمجھے کہ اس میں کوئی حکمت ہے اور میری موٹی عقل اس

حکمت تک نہیں پہنچ پا رہی ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کاملین پر امتحان آ جاتے ہیں۔ مثلاً ابدال کے دل میں برائی کا اگر وسوسہ بھی آ جائے تو پکڑ ہو جاتی ہے کسی کا قول ہے کہ ابرار کی نیکیاں بھی کاملین کی برائیاں سمجھی جاتی ہیں۔

سبق آموز واقعہ:

ایک سبق آموز واقعہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، حضرت عبداللہ اندلسی رحمۃ اللہ علیہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد اور اپنے وقت کے شیخ کامل تھے۔ ایک دفعہ سفر پر تھے۔ کنویں پر وضو کے لئے گئے۔ وہاں لڑکیوں کی طرف نظر کی۔ بس نظر کا اٹھنا تھا کہ کیفیت بدل گئی۔ جماعت اصرار کرنے لگی کہ نماز پڑھائیں۔ فرمایا، اب میرے پاس کچھ نہیں ہے آپ چلے جائیں۔ مریدین نے منتیں کیں لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نہ مانے۔ ان لڑکیوں کے گاؤں کی طرف چلے گئے۔ اس یہودی لڑکی کے والد سے ملے۔ اس نے کہا لڑکی تب دوں گا جب ہماری خدمت اور ملازمت کرو گے اور تمہیں سؤر بھی چرانے پڑیں گے۔ اب وہی عصا لئے ہوئے اسی حالت میں سؤر چرانے لگے اور کافی عرصہ گزر گیا۔ ایک سال بعد حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ آئے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اس حال میں دیکھا۔ آپ حضرت کے پاس گئے، پوچھا آپ کو قرآن حفظ تھا کچھ یاد ہے۔ کہا، بس اتنا ہی یاد ہے۔ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَالَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ (جسے اللہ تعالیٰ بے عزت کر دے اسے کوئی عزت دینے والا نہیں) پوچھا حدیث میں سے کچھ یاد ہے۔ فرمایا مَنْ بَدَّلَهٗ دِيْنَهٗ فَاقْتُلُوْهُ (جو اپنا دین بدلے اسے قتل کر دیں)

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے، ان کو دیکھ کر شیخ بھی روئے اور کہا۔ اے اللہ! آپ سے یہ توقع تو نہ تھی۔ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ رو دھو کر واپس دریا کے پاس سے گزرے تو حضرت کو وہاں موجود پایا۔ اللہ تعالیٰ نے فضل فرما کر پہلی

حالت پر لوٹا دیا تھا۔ حضرت نے فرمایا، یہ پکڑ اس بات پر ہوئی کہ میں نے عیسائیوں کی صلیب دیکھ کر کہا کہ یہ اتنے بے عقل ہیں کہ صلیب کو مانتے ہیں۔ بس اسی بات پر پکڑ ہوگئی اور کہا گیا، کیا ایمان تمہارا کمال ہے؟ یہ تو ہماری مہربانی ہے۔ پھر ایک پرندے کی شکل کی چیز سینے سے خارج ہوگئی۔ بس اس فتنے میں مبتلا ہوگیا۔ انسان کو ہمیشہ ڈرتے رہنا چاہیے، پکڑ ہوجائے تو ایسی باتوں پر بھی ہو جاتی ہے۔ فرمایا، خانقاہیں پھر سے آباد ہوگئیں اور وہ یہودی قبیلہ بھی مسلمان ہوگیا۔ اس لڑکی اور اس کے والد نے نکاح کی پیش کش کی لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب میں اس سے مستغنی ہو چکا ہوں۔

میں کو مٹانا:

عاجزی و انکساری کے ضمن میں بات کرتے ہوئے فرمایا، اگر شیخ چوراہے پر کھڑا کر کے مرید کو جوتے مارے تو مرید کو چاہیے کہ جوتے اٹھا کر دے اور شکر کرے کہ عجب و تکبر کی اصلاح ہو رہی ہے اور سوچے میں تو ہوں ہی اسی قابل۔ اس سے بھی بندے کی ''میں'' ختم ہوتی ہے اور عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ بعض دفعہ مرید خواب بیان کرتے ہیں تو شیخ خاموش رہتے ہیں خواب یا تو اضغاث واحلام (اوٹ پٹانگ) کی قسم میں سے ہوتا ہے یا اس کی تعبیر بتانے سے مرید کے فتنے میں پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور بعض اوقات اچھے خوابوں کی تعبیر بھی شیخ اس لئے نہیں دیتے کہ مرید غرور و تکبر کا شکار نہ ہوجائے اور اپنے کو کچھ سمجھنے نہ لگ جائے۔ شیخ جو کچھ سوچ رہا ہوتا ہے مرید کی وہاں تک تو رسائی ہوتی نہیں اور سوچنے لگتا ہے پتہ نہیں جواب کیوں نہیں دیتے۔ ایک دفعہ پیر غلام حبیب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوئی شیخ صاحب آئے انہوں نے کچھ پوچھا حضرت رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے۔ کچھ

دیر ہو گئی تو فرمایا اس کا جواب تو اب آ رہا ہے۔ وہ شیخ صاحب کہاں ہیں۔ اس کو جاؤ ہم نے کہا وہ تو نہیں ہیں۔ بغیر اجازت کے چلے جانا یہ بھی بے ادبی ہے۔

انفرادی اور اجتماعی توجہ کی اہمیت:

ارشاد فرمایا، بعض دفعہ انفرادی توجہ ڈالنی پڑتی ہے اور بعض دفعہ اجتماعی طور پر توجہ کرنی پڑتی ہے۔ علیحدہ توجہ ڈالنے کی حکمت یہ ہے کہ کئی لوگوں پر سلب گناہ کی توجہ ڈالنی پڑتی ہے اور کئی لوگوں پر شہوت پرستی کو دور کرنے کے لئے توجہ ڈالنی پڑتی ہے۔ حضرت خواجہ احمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بعض لوگوں کے دلوں پر توجہ دیتا ہوں تو فیض لوٹ کر واپس آ جاتا ہے اور محسوس ہوتا ہے کہ میرے لئے ان دلوں میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ شیخ خصوصی توجہات کے ذریعے غیبت جھوٹ، بری عادتوں وغیرہ کو دور کرتا ہے۔ توجہات کے ذریعے مرید کو دھکا لگایا جاتا ہے۔ جس طرح بعض دفعہ انجن دھکا سٹارٹ ہوجاتا ہے اور دھکا لگانے سے چلتا ہے۔

شیخ کی مہربانی:

ارشاد فرمایا، حضرت خواجہ احمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی کو بیعت کے تیسرے دن ہی خلافت دے دی۔ پرانے لوگوں نے کہا، حضرت! ان کو اتنی جلدی خلافت دے دی۔ فرمایا یہ اپنا چراغ درست کر کے لایا تھا۔ بس ہم نے تو آگ لگا دی۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس کا والد سعودی عرب میں مسجد کا حولی تھا اور وہ اپنے والد کے ساتھ حرم شریف میں کثرت سے آتا جاتا تھا۔ شیخ کے ادب کے بارے میں بات کرتے ہوئے فرمایا، ہم نماز باجماعت کی نیت اور تکبیر تحریمہ بھی اپنے شیخ کی نیت کے باندھنے کے بعد باندھتے ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے کوئی بات کہنی ہو۔

مجلس 27

ایمان کا کمال

عقل معاد اور عقل معاش:

ارشاد فرمایا، موت کے لئے بوڑھا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ مہلت کا پورا ہونا ضروری ہے۔ ایک عقل معاش ہوتی ہے یعنی دنیا کی فکر کرنے والی عقل اور ایک ہوتی ہے عقل معاد یعنی آخرت کی فکر کرنے والی عقل۔ جو عقل معاد کو ترجیح دے گا حقیقت میں کامیاب وہی ہوگا۔ ایک آدمی جس نے دنیا میں سب سے زیادہ عیش کی ہوگی۔ قیامت کے دن اسے دوزخ کے کنارے لے جایا جائے گا۔ جب اسے دوزخ کا دھواں لگے گا تو وہ قسم کھا کر کہے گا کہ میں نے تو دنیا میں کبھی آسانی کو دیکھا ہی نہیں۔ اسی طرح ایک آدمی جس نے دنیا میں سب سے زیادہ مصیبت اٹھائی ہوگی جب اسے جنت کے کنارے پر لے جایا جائے گا تو اسے دنیا کے تمام مصائب و تکالیف بھول جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی کرم نوازیاں:

ارشاد فرمایا، چیزوں میں نفع و نقصان کے اثرات تو اللہ تعالیٰ رکھ دیتے

ہیں۔ کبھی دودھ پیتے ہیں تو فائدہ ہوتا ہے اور کبھی دودھ ہی سے انسان بیمار بھی ہوتا ہے اور موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ قربان جائیں اللہ تعالیٰ پر کہ اس کی اتنی مہربانیاں اور کرم نوازیاں ہوتی ہیں لیکن ہم لوگ سمجھ نہیں پاتے۔ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ مالک اور نوکر سب کو نوازتا ہے۔ جو کسی کو کھانا کھلاتا ہے تو اس کے پکانے والے، اٹھا کر مہمان کے سامنے لانے والے اور کمانے والے تینوں کو اللہ رب العزت بخش دیتے ہیں۔ فرمایا، خواجہ عبدالمالک صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب خرچ ختم ہو جاتا تو جو کچھ موجود ہوتا وہ بھی خرچ کر دیتے تھے اور پھر فتوحات کے دروازے کھل جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل بڑی چیز ہے۔ ہم اللہ پر توکل ہی تو نہیں رکھتے ان بڑے لوگوں کا توکل بھی بڑا ہوتا ہے۔

نفع کا سودا:

ارشاد فرمایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک انتہائی غریب آدمی نے کہا، کہ اللہ تعالیٰ سے کہیں مجھے میری زندگانی کا رزق اکٹھا ہی دے دیں۔ چند دن تو سہولت سے گزریں گے۔ بس اس کا رزق اسے چند بوری گندم دے دیا گیا۔ کچھ دن بعد دیکھا کہ اس آدمی کا بڑا لمبا دستر خوان ہے۔ لوگوں کو خوب کھلا پلا رہا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر اللہ رب العزت سے اس کی حکمت پوچھی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کا مفہوم کچھ یوں ہے، اس نے رزق میں سے صدقہ کیا، لوگوں کو کھلایا۔ اس نے نفع مند سودا کیا تو ہم نے اسے اور دیا۔

بیوی کے ساتھ عدل وانصاف:

ارشاد فرمایا، کتنے شوہر ایسے ہوں گے کہ بیوی سے ناانصافی کی وجہ سے جہنم میں جائیں گے۔ سب سے بہتر انسان وہ ہے جو اہل خانہ سے بہتر سلوک

کرتا ہے۔ فرمایا اَلنِّکَاحُ نِصْفُ الْاِیْمَان (نکاح نصف ایمان ہے)۔ آدھا ایمان نماز، روزہ وغیرہ اور بقیہ آدھا ایمان بیوی کے ساتھ عدل و انصاف ہے۔ دیکھیں اس طرح اللہ تعالیٰ کو خوش کرنا کتنا آسان ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب خاوند اپنی بیوی کو دیکھ کر مسکراتا ہے اور بیوی خاوند کو دیکھ کر مسکراتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو دیکھ کر مسکراتے ہیں لیکن شیطان بڑا ملعون ہے یہ انسان کو گھر میں خوش رہنے ہی نہیں دیتا۔ ارشاد فرمایا کہ عورت کا خاوند اس کی جنت بھی ہے اور دوزخ بھی ہے۔ اگر خاوند اپنی بیوی سے خوش ہے تو جنت کے آٹھوں دروازے عورت کے لئے کھول دیئے جائیں گے۔

عزت کا معیار:

نماز کی اہمیت کے متعلق ارشاد فرمایا، کہ اگر ہم اپنے گھر والوں کو نماز کے لئے ایک دفعہ کہیں دو دفعہ کہیں پھر بھی وہ نماز نہ پڑھیں تو ہمیں کتنا غصہ آتا ہے۔ تمہیں اتنی دفعہ کہا کہ نماز پڑھو لیکن تم نے نہیں پڑھی۔ سوچیں ذرا کہ اللہ تعالیٰ نے تقریباً ساڑھے سات سو دفعہ نماز کے لئے حکم فرمایا۔ جب ہم حکم عدولی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا غصہ کتنا بھڑکتا ہوگا۔ آج لوگ ناپائیدار عزت کو چاہتے ہیں ایک عزت مال و دولت اور کرسی سے ملتی ہے جو ناپائیدار ہوتی ہے اور ایک عزت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق سے اور اس کی یاد سے ملتی ہے جو پائیدار ہوتی ہے۔ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ اصل عزت تو اللہ ہی کے لئے ہے۔ عزت وہی پائیدار ہے جو نیک اعمال سے ملتی ہے، اللہ کی فرمانبرداری سے ملتی ہے، اللہ کی محبت سے ملتی ہے۔ عزت کا یہ معیار اگر انسان کے سامنے ہو تو وہ دنیاوی عیش و عشرت والی عزت کی ذرا برابر پرواہ نہیں کرتا مگر یہ چیز ذرا مشکل ہے، ہمت سے کام لینا پڑتا

ہے۔

؎ خدا کی یاد میں محویت دل کی بادشاہی ہے
مگر آسان نہیں ہے ساری دنیا کو بھلا دینا

اللہ تعالیٰ سے محبت والی نظر کی تاثیر:

ارشاد فرمایا، جس میں دو رنگی نہیں ہوتی وہ کامیاب ہے۔ یہ دو رنگی بڑی مشکل سے ختم ہوتی ہے۔

؎ دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا
سراسر موم ہو جا یا سنگ ہو جا

کتاب وسنت رنگ ہیں، علما رنگ فروش ہیں اور صوفیا کرام رنگ ریز ہیں۔ اولیائے کرام کی نگاہوں میں بھی تاثیر ہوتی ہے جس سے وہ بندے پر دین کا رنگ چڑھا دیتے ہیں۔

؎ نہ کتابوں سے نہ وعظوں سے نہ زر سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اگر بدی اپنا رنگ دکھا سکتی ہے اور انسان کو گمراہ کر سکتی ہے تو شفقت کی نظر اور اللہ تعالیٰ سے محبت والی نظر میں کیوں اثر نہیں ہوگا۔ اللہ والوں کی نظر ہی دل میں انقلاب برپا کرتی ہے۔

عبادتوں کے مزے:

ارشاد فرمایا، دسترخواں پر جب کھانے لگے ہوتے ہیں سب کھانوں کا مزہ جدا ہوتا ہے۔ اسی طرح نوافل کا مزہ جدا ہے اور قرآن کا مزہ کچھ اور ہوتا ہے، درود شریف کا مزا اور ہوتا ہے۔ ہمیں عبادتوں کے مزوں سے بھی واقف ہونا

چاہئے۔ جب ان مزوں سے واقف ہوئے تو کھانوں کے مزے بھول جائیں گے۔ ہمیں ایسی عبادت کرنی چاہئے کہ عبادت کرتے وقت دل کو سکون مل رہا ہو، جو عبادت اس دنیا میں مزہ نہیں دے گی تو اس دنیا میں زیادہ اجر بھی نہیں دلا سکے گی۔ اگر ہم اپنے ایمان پر محنت کریں تو دل زندہ ہو جائے۔ دل میں ایمان و یقین کی گرمی ہو تو عمل کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ آج ایمان و یقین میں ضعف آ گیا جس کی وجہ سے امت مسلمہ زوال کا شکار ہو رہی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ تھا اور اللہ کے بھروسے پر دریاؤں میں گھوڑے ڈال دیتے تھے اور دریا انہیں راستہ دے دیتے تھے۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

نمازوں کی حضوری نصیب ہونا:

ارشاد فرمایا، سلف صالحین کی نمازیں ایسی ہوتی تھیں کہ نماز کے وقت ڈھول بھی بجاتے رہو تو انہیں خبر نہیں ہوتی تھی۔ کیونکہ نماز میں حضوری اتنی ہوتی تھی کہ اردگرد کی بھی خبر نہیں ہوتی تھی۔ بارگاہ الٰہی میں پیشی کا تصور ایسا تھا کہ نماز پڑھتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔ مسلمان سجدہ کرتا تھا تو زمین کانپ جاتی تھی۔ ارشاد فرمایا، انسان کے بننے کے بعد انسان میں وہ تبدیلیاں آتی ہیں کہ ایٹم بم کے پھٹنے سے بھی وہ تبدیلیاں نہیں آیا کرتیں۔ اپنے آپ کو بنانے پر انسان کو زور لگانا چاہئے تب انسان کامل بنتا ہے۔ جب کسی کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دیتا ہے اور فرماں بردار بن کر اپنی اصلاح کرواتا ہے تو پھر ایمان میں جان آ جاتی ہے۔

ایمان کا معیار:

ارشاد فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ہاں ایمان کا ایک معیار ہے جو عمومی طور پر نظر نہیں آتا۔ ہمارا لوگوں کے سامنے ایک چہرہ ہوتا ہے اور اندر کا چہرہ اور ہوتا ہے مثلاً ایک جگہ پر 100 فٹ پر پانی نکلتا ہے اگر 60 فٹ کے سینکڑوں بور بھی کر دیے جائیں تو پانی نہیں نکلے گا۔ اسی طرح ایمان کا بھی ایک معیار ہے جس پر رحمت اترتی ہے۔ کلمہ پڑھنے سے تو ہماری مسلمانی کا آغاز ہوا۔ ایمان کو مضبوط کرنے کے لئے محنت کی ابتداء شروع ہوئی ہے۔

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

ابھی ایمان کا کمال نصیب ہونا رہتا ہے کمال ایمان نصیب ہوگا تو پھر ہم کامل ہوں گے۔